دعوت اسلامی کے شب و روز

تذکرۂ خلیفہ اعلیٰ حضرت

مولانا محمد

عبد الواحد

رضوی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیم و تربیت

خصائل و عادات

رفاہی کاموں میں دلچسپی

تلامذہ و شاگرد

پیشکش

شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

دعوت اسلامی کے شب و روز

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے
ان شاء اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ
عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(مستطرف، ج1، ص40 دار الفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ : تذکرۂ مولانا عبد الواحد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف : مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی (رکن مرکزی مجلس شوریٰ دعوت اسلامی)

تعاون : دعوتِ اسلامی کے شب و روز (News Website Of Dawateislami)

صفحات : 26

اشاعتِ اول: (آن لائن): ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ، دسمبر 2021ء

shaboroz@dawateislami.net

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ؕ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

تذکرۂ خلیفہ اعلیٰ حضرت
مولانا محمد عبدالواحد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (26 صَفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری کی ایک مؤثر ترین ہستی ہیں، آپ بہت بڑے عالم دین، مفتی اسلام، مفسر قرآں، محدث دوراں، صاحبِ دیوان شاعر، صاحب تصانیف، مجدد ِوقت، شیخ الاسلام والمسلمین، جامع معقول و منقول اور عبقری شخصیت کے مالک تھے، آپ قدیم علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم پر بھی دسترس رکھتے تھے، بر عظیم پاک وہند کے علماو عوام آپ کی شخصیت سے بہت عقیدت رکھتے ہیں، علمائے عرب بھی آپ کے علم وبزرگی کے قائل تھے، عرب و عجم میں اس مقبول ہستی سے مستفیض ہونے والوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، انہیں میں سے خیبر پختون خواہ کے عالم دین، استاذ العلما حضرت مولانا حافظ قاضی محمد عبدالواحد رضوی صاحب بھی ہیں، جو اعلیٰ حضرت کے شاگرد اور خلیفہ ہیں، انھوں نے اپنی ساری زندگی اللہ پاک اور رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے وقف کر دی تھی، ذیل کی سطور میں ان کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

خاندان کا تعارف

تلمیذ و خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا حافظ قاضی محمد عبدالواحد رضوی صاحب کا تعلق ضلع سوات (خیبر پختون

1..... معجم کبیر، حسن بن حسن بن علی عن ابیہ، ۳/ ۸۲، حدیث: ۲۷۲۹۔

خواہ، پاکستان)[1] کے گاؤں مانیار سوات[2] کے اخوندزادہ شیخ خاندان سے ہے، آپ کا خاندان تقریباً 1100ھ / 1700ء میں سوات سے گھڑی کپورہ (Garhi Kapura)[3] ضلع مردان[4] میں منتقل ہوا تھا، وجہ ہجرت یہ ہوئی کہ دو قبیلوں امازئی اور کمال زائی میں جھگڑا ہوگیا، امازئی قبیلہ حق پر تھا مگر کمزور تھا، انھوں نے مدد کے لئے علاقہ مانیار سوات کے میاں سید حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ[5] سے درخواست کی، چنانچہ باباجی اپنی فوج اور قاضیوں کے ساتھ گڑھی کپورہ تشریف لائے، امازئی قبیلے کو کامیابی حاصل ہوئی، چونکہ میاں سید حسین باباجی کی والدہ اسی علاقہ گڑھی کپورہ کی تھیں اس وجہ سے آپ یہیں مستقل مقیم ہوگئے اور وصال بھی یہیں ہوا۔ آپ کے ساتھ جو علماء اور قاضی تشریف لائے تھے، ان میں ایک اہم شخصیت حضرت مولانا قاضی علی احمد قادری صاحب (سوات باباجی) کی ہے جو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سیدو بابا اخوند عبدالغفور قادری صاحب[6] کے خلیفہ، جید عالم دین، امام و قاضی علاقہ تھے، آپ کی وفات امازو گھڑی (گڑھی کپورہ) میں ہوئی اور یہاں کے مشہور سنڈاسر قبرستان گڑھی اسماعیل زئی میں دفن کیے گئے، یہاں آپ کا مزار دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ ان کے رشتہ دار، شاگرد وجانشین اصولی بابا حضرت مولانا قاضی غازی الدین قادری[7] تھے جو کہ مولانا محمد عبدالواحد صاحب کے والد گرامی ہیں۔[8]

پیدائش

حضرت مولانا قاضی حافظ محمد عبدالواحد رضوی صاحب کی ولادت 1302ھ / 1882ء میں علاقہ امازئی گڑھی کپورہ (ضلع مردان، خیبر پختونخواہ) پاکستان میں ہوئی۔ آپ عوام الناس میں "مولوی صاحب" اور اپنے خاندان میں "ڈھلی کاکاجی" کے القابات سے جانے جاتے تھے، ان کو ڈھلی کاکاجی اس لیے کہا جاتا ہے کہ خاندان میں سب سے پہلے آپ نے دہلی[9] جاکر وہاں کے مشہور مدرسۃ الاسلام[10] میں داخلہ لیا تھا۔[11]

والد گرامی کا تذکرہ

علامہ محمد عبدالواحد رضوی صاحب کے والد گرامی صاحبِ حق، اصولی بابا حضرت مولانا قاضی غازی الدین قادری ہیں جو تقریباً 1223ھ / 1808ء میں پیدا ہوئے، آپ اپنے والد اخوندزادہ محی الدین خان صاحب کے اکلوتے فرزند تھے، آپ مانیار سوات سے علاقہ امازئی گڑھی میں منتقل ہوئے اپنے خاندان کی عظیم علمی شخصیت علامہ قاضی علی

احمد قادری صاحب (سوات باباجی) سے علم دین حاصل کیا، اصول وفنون میں مہارت حاصل کر کے "اصولی بابا" کے لقب سے مشہور ہوئے اور قاضی علی احمد قادری صاحب کے انتقال کے بعد ان کے علمی جانشین اور پورے علاقے کے قاضی مقرر ہوئے، درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا آپ کے مشہور شاگردوں میں ☆ آپکے بیٹے صاحبِ حق، شمس العلما حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب[12] ☆حضرت مولانا مروَت عبدالقہار صاحب[13] ☆ہوتی ملاصاحب حضرت مولانا حکیم احمد نور صاحب[14] ☆ اور مولانا سید فضل صمدانی بنوری صاحب[15] ہیں۔[16] اصولی بابا قاضی غازی الدین قادری نے 1338ھ / 1920ء میں جمعیت علمائے احناف یوسف زئی قائم فرمائی جس کے صدر آپ خود تھے، نائب صدر مفتی سرحد مولانا شائستہ گل صاحب قادری[17] اور مشہور عالم دین، شیخ الاسلام، باباجی یار حسین علامہ عبدالحنان قادری صاحب[18] اس کے رکن تھے۔ جبکہ آپ کے بیٹے حافظ عبدالودود قادری صاحب[19] جمعیت کے ناظم اعلیٰ بنائے گئے، ہند بھر کے بڑے بڑے علما سے حافظ عبدالودود صاحب کی خط وکتابت تھی، جمعیت کے قیام اور فعال کردار کی وجہ سے ہند کے دور دراز شہروں کے علما گڑھی کپورہ (پشتو نام امازوگھڑی) سے متعارف ہوئے۔[20] قاضی غازی الدین قادری نے 13 ذیقعدہ 1357ھ / 6 جنوری 1939ء بروز جمعہ وفات پائی، آپ کی کرامت ہے کہ بغیر کسی ظاہری سبب کے چاروں جانب آپ کی وفات کی خبر پھیل گئی اور لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے جوق درجوق آنے لگے، چالیس ہزار سے زائد لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی، آپ کو مقامی سنڈا سَر قبرستان گڑھی اسماعیل زئی میں دفن کیا گیا۔[21]

والدہ محترمہ کا ذکر خیر

علامہ عبدالواحد رضوی صاحب کی والدہ محترمہ بی بی مریم معزز قاضی سیّد خاندان کے چشم وچراغ قاضی سیّد فقیر شاہ[22] قاضی خیل، طورو معیار (ضلع مردان) کی بیٹی تھیں، آپ عالمہ فاضلہ، صابرہ شاکرہ اور عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں، اللہ پاک نے آپ کو دو بیٹیوں اور چھ بیٹوں کی نعمت سے نوازا، دو بیٹوں کا انتقال بچپن میں ہو گیا بقیہ چار بیٹے یہ ہیں: ☆ صاحبِ حق، شمس العلما مولانا قاضی عبدالخالق صاحب ☆ استاذ العلما حضرت مولانا قاضی حافظ عبدالواحد رضوی ☆ حضرت مولانا قاضی حافظ عبدالودود قادری صاحب ☆ حکیم زین العابدین دہلوی[23] صاحب۔[24]

تعلیم و تربیت

حضرت مولانا عبدالواحد رضوی صاحب بچپن سے اسلامی علوم کی جانب متوجہ تھے، چند سال کے تھے کہ قرآن مجید حفظ کرلیا، اس کے بعد ابتدائی اسلامی علوم کی تحصیل اپنے والد صاحب سمیت علاقے کے علما سے کی، بعدِ بلوغت دہلی، ریاست رامپور[25] اور بریلی[26] وغیرہ کے مدارس میں حصول تعلیم کے لیے روانہ ہوگئے، ان مدارس میں آپ نے 14 سال علم دین حاصل کرنے میں گزارے، ان میں سے ایک سال مدرسۃ الاسلام دہلی میں رہے اور بقیہ تعلیم مدرسہ عالیہ رامپور[27] اور دارالعلوم (مدرسہ اہل سنت وجماعت) منظر اسلام بریلی شریف[28] وغیرہ میں حاصل کی۔[29]

مدرسۃ الاسلام دہلی اور علامہ عبدالواحد صاحب

غالبا آپ نے 1335ھ /1817ء میں اس مدرسۃ الاسلام المعروف مدرسہ مولوی عبدالرب میں داخلہ لیا، اس میں حضرت مولانا عبدالعلی دہلوی صاحب[30] اور مولانا محمد شفیع دہلوی صاحب[31] سے ہدایہ شریف، صحاح ستہ، شمائل ترمذی اور قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ فراغت 15 شعبان 1336ھ /26مئی 1918ء کو ہوئی، اختتام پر سند دی گئی جو ان کے ورثا کے پاس اب بھی موجود ہے۔[32]

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ

مدرسۃ الاسلام دہلی سے فراغت کے بعد بھی علم کی پیاس باقی رہی اور غالبا شوال المکرم 1336ھ / جولائی 1918ء میں دارالعلوم (مدرسہ اہل سنت وجماعت) منظر اسلام بریلی میں داخلہ لے لیا چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 72 پر آپ کا استفتاء درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے رضوی صاحب 27 ذوالحجہ 1336ھ کو دارالعلوم منظر اسلام کے طالب علم تھے۔ آپ کا بریلی شریف میں قیام دوسال غالبا شوال المکرم 1336ھ / جولائی 1918ء تا 20 ذی الحجہ 1338ھ / 5 ستمبر 1920ء پر محیط ہے۔ اس میں آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان[33]، مولانا رحم الٰہی منگلوری[34] اور حضرت مولانا علامہ مولانا ظہور الحسین فاروقی نقشبندی[35] سے استفادہ کیا۔

دارالعلوم منظر اسلام سے سند کا اجراء

یہاں سے مولانا عبدالواحد رضوی صاحب کی فراغت 20 ذی الحجہ 1338ھ / 5 ستمبر 1920ء کو ہوئی اور آپ کو اسی دن سَنَدُ التکمیل لمن اکمل التحصیل دی گئی، غالباً اسی دن آپ کو سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے بھی نوازا گیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان [36] رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے نام کے ساتھ یہ القابات تحریر فرمائے: الاخ السعید، الحمید الرشید، ذوالقلب المکین، والدین المتین، محب السنۃ، مبغض الفتنۃ، العالم العامل، والفاضل الفاضل، المولوی عبدالواحد الرضوی بن المولوی غازی الدین المتوطن گڑھی کپور افشاور جعلہ اللہ ذاالفضل السامی، والفیض النامی۔ ان القابات سے آپ کی شخصیت کی عکاسی ہوتی ہے۔[37] حضرت صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب [38] نے دارالعلوم منظر اسلام کے نصاب کا ذکر کرتے ہوئے اس سند کا ذکر اس طرح فرمایا ہے: ''اس دارالعلوم کا نصاب امام احمد رضا نے اجل علماء کی معاونت ومشوروں سے خود ترتیب دیا تھا، تعلیمی معیار کا اندازہ ان کتب تفسیر، احادیث وفقہ سے لگایا جاسکتا ہے جو دارالعلوم منظر اسلام کی اس سند حدیث میں مذکور ہیں جو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی حیات میں جاری ہوئی تھیں، راقم کے سامنے وہ سند فراغت ہے جو حضرت علامہ عبدالواحد رضوی ابن مولانا غازی الدین ساکن گڑھی کپورہ (پشاور، پاکستان) کو 20 ذی الحجہ 1338ھ / 1920ء کو امام احمد رضا کی حیات میں جاری ہوئی تھی، اس پر علامہ مولانا حامد رضا خاں صاحب نے بحیثیت مدیر اور علامہ رحم الٰہی اور علامہ مولانا ظہور الحسین الفاروقی نقشبندی المجددی نے بطور مدرس دستخط فرمائے ہیں۔ اس کی خاص بات یہ ہے اس میں ''صحاح ستہ'' کے علاوہ دیگر تمام مشہور کتب حدیث، مسانید معاجم اور شروح کا ذکر ہے جو دارالعلوم میں پڑھائی جاتی تھیں۔ فقہ حنفی کے علاوہ دیگر ائمہ ثلاثہ کے مذاہب سے متعلق بھی کتب پڑھائی جاتی تھیں، مجموعی طور پر 30 علوم کا ذکر ہے جو اس دارالعلوم میں پڑھائے جاتے تھے اور جس کی سند علامہ عبدالواحد رضوی صاحب کو بعد فراغت جاری کی گئی تھی۔''[39]

دارالعلوم منظر اسلام کے سالانہ جلسوں میں شرکت

اس دوران دارالعلوم منظر اسلام کے دو سالانہ جلسے ہوئے، جس میں سے سولہواں سالانہ جلسہ بتاریخ 22، 23، 24 شعبان 1337ھ مطابق 23، 24، 25 مئی 1919ء، جمعہ تا اتوار بریلی مسجد بی بی صاحبہ مرحومہ [40] میں

منعقد ہوا۔[41] سترویں سالانہ جلسے کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔ غالباً یہ جلسہ ذوالحجہ 1338ھ / ستمبر 1920ء کو ہوا ہوگا کیونکہ علامہ رضوی صاحب کی اسناد پر 20 ذوالحجہ 1338ھ درج ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ آپ نے ان جلسوں میں شرکت کی ہوگی۔

رفقائے دارالعلوم منظر اسلام بریلی

آپ کے ساتھ پڑھنے والے علما میں ☆ فقیہ زمانہ، حضرت مولانا مفتی غلام جان ہزاروی[42] ☆ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ شاہ ابوالبرکات سید احمد رضوی[43] ☆ حضرت مولانا حشمت علی خان[44] ☆ مولانا حاجی منیرالدین بنگالی[45] ☆ مولانا اکبر حسن خاں رامپوری[46] ☆ حضرت مولانا افضل بخاری ☆ مولانا ظہورالحق صاحب ☆ حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب ☆ حضرت مولانا لیاقت صاحب ☆ حضرت مولانا عزیز احمد فرید پوری ☆ حضرت مولانا امام بخش ☆ حضرت مولانا نور محمد قادری رضوی صاحب ☆ حضرت مولانا رحیم بخش بنگالی ☆ حضرت مولانا میر احمد صاحب ☆ حضرت مولانا رمضان علی بنگالی ☆ حضرت مولانا محمود حسن قادری ☆ حضرت مولانا عبداللہ بنگالی ☆ حضرت مولانا عثمان بنگالی ☆ حضرت مولانا محمد احمد بنگالی وغیرہ[47] شامل ہیں۔[48]

مدرسہ عالیہ رامپور سے سند کا حصول

بریلی شریف کے قیام کے دوران آپ نے مدرسہ عالیہ رامپور سے دو اسناد حاصل کیں، پہلی سند پر اجراء کی تاریخ 14 ذی الحجہ 1338ھ درج ہے، اس سند پر تین علمائے کرام کے دستخط ہیں: ☆ فخر العلما علامہ فضل حق رامپوری[49] ☆ حضرت علامہ احمد امین خان بن معین الدین پشاوری[50] اور ☆ حضرت علامہ مولانا ظہورالحسین فاروقی نقشبندی کی مہر ہے، یوں اس سند کے ذریعے آپ کی علوم عقلیہ کا انتساب سلسلہ غیر آبادی سے ہو جاتا ہے۔ دوسری سند حضرت مولانا احمد امین خان پشاوری کی جانب سے دی گئی، اس پر 15 ذوالحجہ 1338ھ کی تاریخ درج ہے۔[51]

ہند میں تدریس کا آغاز

فراغت کے بعد آپ 1341ھ / 1923ء تک دارالعلوم منظر اسلام میں بطور مدرس خدمات سرانجام دینے لگے،

ان تین سالوں میں آپ سے کثیر علماء نے استفادہ کیا۔ ایک خاندانی تحریر سے معلوم ہوتا ہے آپ نے ہند کے علاقے دان پور[52] (ضلع بلند شہر، یوپی) کے کسی مدرسے میں بھی تدریس فرمائی۔[53]

ہند سے واپسی اور خدمات دین

آپ 1341ھ / 1923ء کے بعد اپنے شہر گڑھی کپورہ تشریف لے آئے اور علاقہ گھڑی اسماعیل زئی کے محلہ (کندے) بقال خیل کی مسجد میاں گان گڑھی کپورہ میں امامت و خطابت کرنے لگے، آپ نے یہ خدمت تقریبا چالیس سال سرانجام دی، یہی وہ مسجد ہے جس کے ایک گوشے میں مدرسہ تعلیم اسلام کا قیام میں عمل آیا، جو بعد میں ترقی کرتے ہوئے ایک بڑے جامعہ کی شکل میں مستقل بلڈنگ میں منتقل ہوا۔[54]

گھریلو زندگی

آپ نے ساری زندگی شادی نہ کی، اس لیے آپ اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا قاضی حافظ عبدالودود صاحب کے ہاں رہتے تھے، دونوں بھائیوں میں بہت پیار تھا، دکھ درد میں شریک ہوتے، رضوی صاحب کی اپنے بھائی کی اولاد پر خصوصی شفقت تھی چنانچہ قاضی حافظ عبدالودود صاحب کے بیٹےاورآپ کے بھتیجے فقیہ العصر حضرت مولانا قاری عبداللطیف ظہیر صاحب[55] فرماتے ہیں: بچپن میں اسلامی تعلیمات کے راستہ پر مجھے جس نے لگایا، جوانی میں غلط تعلیمات و مجالس سے جس نے روکا، وہ صرف اور صرف عمی المکرم حضرت علامہ مولانا عبدالواحد ہیں۔ جنہوں نے الف با سے لیکر صرف و نحو، معانی وادب، منطق وفلسفہ، فقہ واصول فقہ کی تعلیم دی اور صرف میری ہی وجہ سے ایک مدرسہ ”مدرسہ تعلیم الاسلام“ کی بنیاد ڈالی، اور میری ہر طرح سے نگرانی فرمائی، مجھ پر عم محترم کی یہ بھی نظر عطوفت تھی کہ انہوں نے اپنی جیب سے پیسے خرچ کرکے دیگر اساتذہ کو رکھا اور میری ہی وجہ سے اتنی تکالیف برداشت کیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔[56]

خصائل و عادات

مولانا عبدالواحد رضوی صاحب کو جنہوں نے قریب سے دیکھا آپ سے علم حاصل کیا، سب کے سب آپ کے تقویٰ، پرہیزگاری، اخلاص، سادگی اور علم و عمل سے نہایت متاثر ہیں۔ آپ ہر وقت باوضو ہوتے اور ہر موسم میں ہر ایک

نماز کے لیے الگ وضو فرماتے۔ آپ کا لباس انتہائی سادہ مگر پر وقار ہوتا، آپ ہمیشہ سفید کپڑے، سفید عمامہ شریف اور اس کے اوپر سفید رومال زیب تن فرماتے۔ رات کے بہت کم حصہ میں آپ آرام فرماتے۔ آپ کو حلوہ میں مٹھائی پسند تھی جو آپ احتیاط کی وجہ سے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا کرتے تھے، آپ نے کبھی کھانے میں بناسپتی گھی نہیں کھایا، اور یہ آپ کی کرامت تھی کہ آپ کی وفات پر ایصالِ ثواب کے لیے جتنے بھی دن جو کچھ بھی پکایا گیا سب دیسی گھی میں پکایا گیا، کہ آپ نے زندگی میں کبھی بناسپتی گھی پسند نہیں کیا تو بعد از وصال بھی آپ کی عادت کے خلاف کام نہ ہوا۔ (57)

تدریس کا انداز

تہجد کے بعد سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوتا اور رات نماز عشا کے بعد تک جاری رہتا۔ آپ نہایت شفیق انسان تھے مگر تعلیم کے معاملے میں سخت مزاج تھے، طلبا پر بہت سخت نگرانی فرمایا کرتے تھے اور بسا اوقات سبق یاد نہ ہونے پر ان کی سرزنش بھی فرماتے تھے۔ طلبہ کی دل جوئی کے لیے اپنی پسندیدہ مٹھائی طلبہ کے ساتھ مل کر کھایا کرتے تھے۔ (58)

بارگاہ رسالت میں آپ کی تدریس کی مقبولیت: آپ کے شاگرد غلام محی الدین خان صاحب کا بیان ہے کہ ایک رات میں سویا تو قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی، میں نے کیا دیکھا کہ میرے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس مسند پر جلوہ فرماہیں جس پر بیٹھ کر میرے استاذ محترم ''مولوی صاحب'' تدریس فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مولانا عبد الواحد رضوی صاحب پر نظر تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کی خدمت دین اور فیضان نبوی کو عام کرنے کی کوششوں سے راضی تھے۔ (59)

رفاہی کاموں میں دلچسپی

آپ کو رفاہی کاموں سے بڑی دلچسپی تھی، جب ''گڑھی امازئی'' میں تعلیم کا کوئی صحیح انتظام نہیں تھا آپ نے ایک ایسے مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں بیک وقت دینی اور دنیاوی ضروریات کا پورا اہتمام رکھا گیا تھا۔ جناب ممتاز علی صاحب کہتے ہیں، جب گڑھی کپورہ کی ندی پر پل کی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ صبح و شام معائنہ کے لیے جاتے اور منتظمین کو بسا اوقات ہدایات بھی دیتے۔ (60)

دنیاوی معاملات سے دوری: آپ دنیوی باتوں اور محافل سے کوسوں دور تھے، آپ کے شاگرد جناب ممتاز علی خان صاحب (ریٹائرڈ پرنسپل) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خان ولی محمد خان کے گھر میں غالباان کے بیٹے کی خوشی ہوئی سب لوگ مبارک باد کے لیے گئے مگر مولوی صاحب نہیں گئے، ولی محمد خان خود آپ کے پاس آیا کرتا تھا، جب ملاقات ہوئی تو شکوہ کیا کہ سب لوگ مبارک باد دینے آئے مگر آپ نہیں آئے تو مولوی صاحب کا سادہ جواب تھا۔"مجھے ان معاملات سے کوئی سروکار نہیں۔"(61)

مدرسہ تعلیم الاسلام گڑھی کپورہ کا قیام

مدرسہ تعلیم الاسلام کا آغاز گڑھی کپورہ کے موضع گھڑی اسماعیل زئی کے محلہ (کندے) بقال خیل کی جامع مسجد میاں گان کے ایک چبوترے میں ہوا، پھر مسجد کے ایک حجرے میں منتقل ہو گیا، جب طلبہ کا اضافہ ہو گیا تو علامہ عبدالواحد رضوی نے دیگر افراد کے ساتھ مل کر پیپل چوک میں واقع ایک ویران عمارت (درمسال) کو مدرسے میں تبدیل کر دیا، اس مجلس انتظامی کا پہلا اجلاس یکم شعبان 1355ھ / 18اکتوبر1936ء کو منعقد ہوا۔اس مدرسے میں پرائمری تک دنیاوی تعلیم اور درس نظامی کا اہتمام تھا، علامہ عبدالواحد رضوی صاحب کے ساتھ ایک اور مدرس حضرت فضل الرحمن خان صاحب(62) بھی پڑھاتے تھے۔ مدرسے کی کامیابی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان ابتدائی ایام میں تقریبا137 طلبہ علم حاصل کرتے تھے۔بعد میں مدرسے کی دوشاخیں قائم ہوئیں ☆پہلی شاخ: یہ ابتدائی تعلیم، ناظرہ وحفظ قرآن، کچھ سورتیں، مشق قراءت، املاء نویسی، خوشنویسی اور پہلی تا پرائمری جماعت تک مشتمل تھی۔☆دوسری شاخ: درجہ اولیٰ تا درجہ سابعہ تک کے درجات پر مشتمل تھی۔علامہ عبدالواحد رضوی صاحب کے بھتیجے اور شاگرد حضرت مولانا قاری عبداللطیف ظہیر صاحب فرماتے ہیں: دوسری جماعت کورس شروع ہوا جو ندرت فن کی بناء پر اس وجہ سے ممتاز تھی کہ صرف حساب وجغرافیہ، اردو، املا، خوشنویسی پر منحصر نہیں تھا، بلکہ پنج کتاب فارسی، صرف بہائی اور بعض دوسری کتابوں پر مشتمل تھا، دن گزرتے گئے اور چوتھی جماعت تک پہنچتے پہنچتے یہ نوبت آئی کہ ہمارا مدرسہ اب صرف ڈے اسکول نہیں تھا بلکہ شبینہ بھی ہوا اور ہم صرف عصر و مغرب کے درمیان تعطیل کرتے۔اس زمانہ میں مدرسہ کا احاطہ پرائمری کے دائرہ سے نکل کر ایک عظیم الشان درسگاہ بن گیا تھا چنانچہ چار اساتذہ پرائمری کے اور تین علما درس نظامی پڑھانے میں مصروف تھے۔ہمارے گھرانے میں ماسوائے میرے دو چچازاد بھائیوں کے کوئی بھی

انسان ایسا نہیں تھا جس کی بغل میں کتاب نہ ہو، بلکہ ابتدا ہی ایسی ہوتی تھی کہ سب سے پہلے توجہ اس طرف مبذول ہوتی تھی۔(63)

مدرسے کے قواعد وضوابط

علامہ عبدالواحد رضوی صاحب بہترین منتظم تھے، آپ نے مدرسے کے کئی شعبے بنائے اور انہیں جدید خطوط پر استوار کیا، تمام شعبہ جات کے لیے ایک الگ ریکارڈ منضبط کیا گیا، داخلہ فارم کا نفاذ، طلبہ کے داخلے اور اخراج کا ریکارڈ، آئین طلبہ کے نام سے طلبہ کے لیے قوانین وضوابط طے تھے۔ مدرسین کی کارکردگی، اسباق کی تقسیم، تنخواہ اور دیگر قوانین، آئین رخصت مدرسین تحریری طور پر تیار کئے گئے۔ تعلیمی سال کا تعین، امتحانات وتعطیلات کی تفصیل، مدرسے کے سالانہ تقریبات سب تحریری طور پر تیار کر کے نافذ کیا گیا۔مالیات کا شعبہ بھی مضبوط تھا، اس میں تنخواہ کے نظام کے لیے کتاب قبض الوصول، آمدن وخرچ کے حساب کے لیے کتاب آمد وخرچ کا نفاذ تھا۔(64)

جید علما کا تقرر

علامہ عبدالواحد رضوی صاحب نے مدرسہ تعلیم الاسلام گڑھی کپورہ کے لیے بہترین مدرسین کا تقرر فرمایا مثلاً ☆حضرت مولانا عبدالرب شہباز گڑھی(65) ☆حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ☆مولانا رشید احمد خان صاحب ☆حضرت مولانا قاضی حبیب الرحمن خان ☆حضرت مولانا سید احمد خان صاحب ☆حضرت مولانا محمد الیاس خان صاحب ☆حضرت مولانا حافظ عبدالوہاب کوٹ اسماعیل زئی ☆حضرت مولانا میاں گل طورو صاحب ☆حضرت مولانا حافظ تاج دین کوٹ اسماعیل زئی (فاضل دارالعلوم حقانیہ سیدوشریف) ☆حضرت مولانا عبداللہ بن فضل قادر سنڈاکی سوات ☆حضرت مولانا عبدالعزیز خان صاحب (فاضل سیدوشریف) ☆حضرت مولانا فضل اللہ خان صاحب ☆حضرت مولانا قاری عبداللطیف ظہیر صاحب ☆حضرت مولانا شریف اللہ صاحب ☆حضرت مولانا عبدالرؤف خان صاحب کوٹ دولت زئی ☆حضرت مولانا سید نواز خان صاحب ☆حضرت مولانا عبید اللہ خان صاحب اور ☆حضرت مولانا فقیر محمد شاہ (فاضل سیدوشریف)(66) وغیرہ۔(67)

مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی کا قیام

علامہ عبدالواحد رضوی صاحب کو پاک وہند کے مدارس میں پڑھنے کا موقعہ ملا، آپ جانتے تھے کہ مدرسہ بغیر انتظامی کمیٹی اور معاونین کے نہیں چلایا جاسکتا ،اس لیے آپ نے مدرسۃ الاسلام کے انتظامی امور کے لیے دس افراد پر مشتمل ایک ''جرگہ منتظمہ'' بنایا، جس کے گاہے بگاہے اجلاس ہوا کرتے تھے۔ (68)

دینی بالخصوص محافل میلاد النبی کا انعقاد

آپ یادگاردنوں میں محافل کا انعقاد فرمایا کرتے تھے ،جب ربیع الاول کا مبارک ماہ آتا تو ان محافل میں مزید اضافہ ہوجاتا، ربیع الاول کی محافل کے لیے مستقل آپ نے ایک اشتہار بنایا ہوا تھا جس مسجد میں محفل میلاد ہوتی اس کا نام لکھ دیا جاتا تھا، یہ طریقہ اب تک گڑھی کپورہ میں جاری ہے، اب بھی گڑھی کپورہ اوراس سے ملحقہ مختلف گاؤں میں ربیع الاول کے تمام مہینے میں محافل میلاد کا اہتمام بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ (69)

تحریک پاکستان میں حصہ

علامہ عبدالواحد رضوی صاحب تحریک پاکستان میں شامل رہے اور قوم وملت کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا، علماومشائخ اہل سنت ساتھ نہ دیتے تو ہمارا پیارا وطن وجود میں نہ آتا۔

تلامذہ وشاگرد

علامہ قاضی محمد عبدالواحد صاحب کی علمی خدمات کی وجہ سے علاقہ امازئی ''گڑھی کپورہ'' کو بخاراثانی کہا جاتا ہے، وزیرستان، کوہاٹ، بنوں، خیبر ایجنسی، مہمند، پشاور، مردان، سوات، دیر اور چترال کے کئی علماعلامہ عبدالواحد رضوی صاحب کے شاگرد ہیں ۔ مثلا ☆حضرت مولانا قاری عبداللطیف ظہیر صاحب (70) ☆حضرت مولانا گل بادشاہ خان صاحب سواڑیاں (71) ☆مشہور شاعر مولانا عبداللہ استاد نوشہروی (72) وغیرہ (73)۔

وفات و مدفن

علامہ محمد عبد الواحد رضوی نے 14 ربیع الاول 1381ھ / 26 اگست 1961ء تقریبا 79 سال کی عمر میں وصال فرمایا [74] گھڑھی کپورہ کے سنڈا سر قبرستان گڑھی اسماعیل زئی میں حضرت علامہ قاضی علی احمد قادری صاحب (خلیفہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سیدو بابا) کے مزار کے قدموں کی جانب آپ کی تدفین خاندان کے دیگر افراد کی قبور کے ساتھ ہوئی۔

مرقد انور پر حاضری

صفر المظفر 1439ھ مطابق اکتوبر 2017ء میں راقم کا تنظیمی مصروفیت کے سلسلے میں کراچی سے پاکستان کے مختلف شہروں کا شیڈول تھا، علامہ محمد عبد الواحد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کی تمنا تو کافی عرصے سے تھی، جب میں واہ کینٹ پہنچا تو وہاں برادران اسلامی محمد طارق بغدادی عطاری، چوہدری محمد فیاض عطاری اور محمد عاصم وقاص عطاری سے اس بات کا ذکر کیا، وہ میرے ساتھ گھڑھی کپورہ جانے کے لیے تیار ہو گئے، سوئے اتفاق سفر کی تیاری کے دوران طارق بغدادی اور عاصم وقاص بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا، عاصم بھائی کو زیادہ چوٹیں لگیں جس کی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ نہ جا سکے، ہم واہ کینٹ سے صبح روانہ ہوئے، تقریبا گیارہ بجے گڑھی کپورہ پہنچ گئے۔ علامہ عبد الواحد صاحب کے بھتیجے کے بیٹے حضرت مولانا قاری عبد الہادی ظہیر صاحب [75] نے اپنے مدرسے جامعہ عالیہ ظہیریہ ضیاء العلوم میں ہمارا استقبال کیا، مقامی مشروب سے مہمان نوازی کی، اتنی دیر میں وہاں کے مقامی برادرِ طریقت مولانا علی عسکر عطاری صاحب بھی تشریف لے آئے، ان سے ملاقات ہوئی، پھر احباب کے ساتھ قاری عبد الہادی ظہیر صاحب کے بھائی حضرت مولانا ڈاکٹر قاضی عبد الناصر لطیف ضیائی صاحب [76] کے ادارے مدرسہ اسلامیہ ضیاء العلوم حاجی آباد ڈھیر و بابا میں حاضر ہوئے، ماشاء اللہ اس ادارے میں حفظ قرآن کی کلاس کے ساتھ ساتھ درسِ نظامی کے درجات بھی ہیں، اللہ پاک اس ادارے کو آباد رکھے، اس میں علامہ عبد الواحد صاحب کی اسناد کی بھی زیارت کی جنہیں فریم کروا کر آویزاں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد علامہ عبد الواحد صاحب کے مرقد انور کے لیے سنڈا سر قبرستان پہنچے، مرقد انور پر حاضری ہوئی اور فاتحہ پڑھی، مرقد انور کے گرد ایک بالشت سے کم اونچائی کے پتھر لگائے گئے ہیں اور درمیان سے کچی ہے جس میں اس

وقت گھاس اگی ہوئی تھی، سرہانے کی جانب کتبہ ہے جس کی اونچائی دو بالشت اور چوڑائی ایک بالشت ہوگی ،اس پر یہ تحریر ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مولوی عبدالواحد۔یغفرہ المجیب۔۱۳۸۱ھ۔ وفات ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ۔ بمطابق ۲۶ اگست ۱۹۶۱ء بروز شنبہ۔

اللہ پاک علامہ صاحب کی مرقد پر اپنے انوار و تجلیات کی بارش فرمائے ،ان کے فیضان علم کے پھیلاؤ کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے، ان کے خاندان سے ہر زمانے میں علم کی خیرات تقسیم ہوتی رہے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حواشی و مراجع

(1) سوات پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کا قدیم ترین اور پہاڑی وصحت افزا علاقہ ہے، سیر وسیاحت میں مشہور ہونے کی وجہ سے اسے پاکستان کا سویٹزرلینڈ کہا جاتا ہے،اس کا شمار دنیا کے حسین ترین خطوں میں ہوتا ہے اس میں موجود سرسبز وشاداب وسیع میدان، پانی کے چشمے اور دریا اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں، یہاں کے لوگ خوبصورت، محنتی اور تعلیم یافتہ ہیں، پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے شمال مشرق کی جانب 254 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، جب کہ صوبائی دارالحکومت پشاور سے اس کا فاصلہ 170 کلومیٹر ہے۔ 1998ء کی مردم شماری وخانہ شماری کے مطابق ضلع سوات کی کل آبادی بارہ لاکھ ستاون ہزار چھ سو دو (12,57,602) ہے اور اس کا کل رقبہ پانچ ہزار تین سو سینتیس (5337) مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ دیہی آبادی کا بڑا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ سوات کو تین طبعی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: (1) بالائی سوات (2) زیریں سوات (3) کوہستان سوات۔

(2) مانیار سوات، تحصیل بریکوٹ ضلع سوات کا ایک گاؤں اور یونین کونسل ہے ،یہ مینگورہ سے جانب جنوب بارہ کلومیٹر فاصلے پر ہے۔ جس کی آبادی پندرہ ہزار سے زائد ہے اور اس میں سولہ مساجد ہیں۔

(3) گھڑھی کپورہ (امازو گڑھی) ضلع مردان کی پانچویں تحصیل ہے،اس کا پشتو نام امازو گھڑی ہے،یہ مردان سے جانب مشرق 9 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، اس کو گھڑی کپورہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بارہویں صدی عیسوی کی

ابتدا میں معزز آدمی ملک کپور رہتا تھا یہ یہاں کے ولی اللہ غازی بابا سید خواجہ نور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (یہ مشہور ولی کامل پیر بابا سیّد علی ترمذی بونیری کے خاندان کے چشم چراغ تھے، انکی تاریخ پیدائش 1075ھ مطابق 1664ء ہے، ان کا مزار، گڑھی اسماعیل زئی قبرستان میں ہے۔) کا مرید تھا، اسی کے نام پر یہ مقام ہے۔ (تذکرہ سادات ترمذی، 239) اس کا پشتو نام امازو گھڑی (Amaazo Garhai) ہے کیونکہ یہاں امازئی قبیلے کے لوگ رہائش پذیر ہیں، اس میں ہسپتال، کالج، بازار جیسی تمام ضروریات موجود ہیں۔ شہر کے درمیان کلپانی دریا واقع ہے، شہر چار علاقوں پر مشتمل ہے، دریا کے مشرق کی جانب (1) گھڑھی اسماعیل زئی (2) گھڑھی دولت زئی کے علاقے اور مغرب کی جانب (3) کوٹ دولت زئی اور (4) کوٹ اسماعیل زئی کے علاقے ہیں، یہ آبادی سے بھرپور شہر ہے۔ اسی سال 2021ء میں اسے تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے۔

(4) مردان پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کا ایک اہم ضلع ہے، یہ سوات روڈ پر واقع ہے یہ پشاور سے 64 کلومیٹر دور شمال مشرق میں واقع ہے، اس کا کُل رقبہ 1632 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی اٹھارہ لاکھ کے قریب ہے دیہی آبادی کا بڑا ذریعہ معاش زراعت ہے، اسمیں عبدالولی خان یونیورسٹی موجود ہے۔ اس کو مردان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک بزرگ حضرت پیر سید مردان شاہ صاحب تبلیغ دین کے لیے تشریف لائے انہیں کے نام پر اس کا نام رکھا گیا۔ ضلع مردان کے تاریخی مقامات شہباز گڑھی اور تخت بھائی ایک دوسرے سے نو میل کے فاصلے پر ہیں یہاں کے آثار قدیمہ مردان کی تاریخی عظمت کا تعین کرتے ہیں۔ اس کی پانچ تحصیلیں ہیں: (1) تحصیل مردان (2) تحصیل تخت بھائی (3) تحصیل کاٹ لنگ (4) تحصیل رستم (5) تحصیل گڑھی کپورہ۔

(5) حضرت میاں سید حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ خیبر پختون خواہ کے مشہور ولی اللہ حضرت پیر بابا سید علی ترمذی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے چشم وچراغ تھے، آپ کی ولادت 1050ھ مطابق 1640ء کو دوکڈہ بونیر میں ہوئی اور تقریبا 1130ھ مطابق 1717ء کو گڑھی کپورہ میں وصال فرمایا، مزار کلپانی (خوڑ) کے مغربی کنارے پر ہے، آپ عالم دین، صاحب دیوان پشتو شاعر اور بہادر جرنیل تھے، آپ نے خلاصۃ الاسلام کا پشتو ترجمہ بھی کیا ہے۔ (تذکرۂ سادات ترمذی، 252 تا 254)

(6) قطبُ العارفین، شیخُ الاسلام، امامُ المجاہدین حضرتِ سوات، سیدو بابا حافظ عبد الغفور اَخُونُد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1213ھ مطابق 1794ء کو موضع جبڑی سوات میں اور وصال 7 محرمُ الحرام 1295ھ مطابق 12 جنوری 1877ء کو سیدو شریف سوات خیبر پختونخواہ پاکستان میں ہوا۔ آپ سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخِ طریقت، ہر دلعزیز شخصیت اور شیخُ المشائخ ہیں۔(تذکرہ غوث الزماں سیدو باباجی،8، 37)

(7) ان کی تفصیل آگے والدین کا تذکرہ کے عنوان کے تحت موجود ہے۔

(8) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 11 تا 13۔

(9) دہلی یا دلی بھارت کے شمال میں واقع ہے۔ اس کی سرحد شمال، مغرب اور جنوب میں ہندوستان کی ریاست ہریانہ سے ملتی ہے، جبکہ مشرق میں یہ اترپردیش سے منسلک ہے۔ دہلی شہر بھارت کا ممبئ کے بعد دوسرا اور دنیا بھر کا تیسرا سب سے بڑا شہری علاقہ ہے، اس کی آبادی اڑھائی کروڑ سے زائد ہے، اس کا رقبہ 1484 مربع کلومیٹر (573 مربع میل) ہے دریائے جمنا کے کنارے یہ شہر چھٹی صدی قبل مسیح سے آباد ہے۔ تاریخ میں یہ کئی سلطنتوں اور مملکتوں کا دار الحکومت رہا ہے، 1920ء کی دہائی میں قدیم شہر کے جنوب میں ایک نیا شہر "نئی دہلی" بسایا گیا۔ جو کہ موجودہ بھارت کا دارالحکومت ہے، فی زمانہ دہلی بھارت کا اہم ثقافتی، سیاسی و تجارتی مرکز سمجھا جاتا ہے۔ ستمبر 2012ء کے مطابق قومی دارالحکومت علاقہ دہلی گیارہ اضلاع پر مشتمل ہے۔ جامع مسجد دہلی، فتحپوری مسجد، سنہری مسجد (لال قلعہ)، سنہری مسجد (چاندنی چوک) اہم مساجد ہیں جبکہ جامع مسجد (بھارت کی سب سے بڑی مسجد)، لال قلعہ، قطب مینار، ہمایوں کا مقبرہ دہلی کے عالمی ثقافتی ورثہ مقامات ہیں۔ سیاحتی مقامات میں مقبرہ ہمایوں، لال قلعہ، لودھی باغ، پرانا قلعہ، جنتر منتر، قطب مینار، باب ہند اور دہلی کا آہنی ستون کی دنیا بھر میں خاص اہمیت ہے۔

(10) مدرسۃ الاسلام المعروف مدرسہ مولوی عبدالرب دہلوی مشہور مدرسہ تھا، اس کی بنیاد 1292ھ / 1875ء کو رکھی گئی، اس کے بانی حضرت مولانا عبدالرب دہلوی عظیم عالم دین تھے، علوم عقلیہ ونقلیہ پر دسترس، عربی ادب میں ماہر اور بہترین و مؤثر واعظ بھی تھے، انھوں نے محرم 1305ھ / اکتوبر 1887ء کو وفات پائی۔ (تذکرہ علمائے ہند، 260)

(11) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،24۔

(12) علامہ محمد عبد الواحد رضوی صاحب کے بڑے بھائی شمس العلماء ، صاحبِ حق حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب کی ولادت1292ھ /1875ء جبکہ وفات 12ربیع الاخر1406ھ /25دسمبر 1985ء کو ہوئی،مزار شریف جامع مسجد صاحبِ حق (محلہ بقال خیل، گڑھی کپورہ اڈا) سے متصل ہے، آپ بہترین عالم دین، فن مناظرہ کے ماہر اوراچھے مدرس درسِ نظامی تھے ،انھوں اپنے والد کے علاوہ جن علماسے استفادہ کیاان میں سے صاحبِ حق حضرت مولانامضی الدین خان صاحب بھی ہیں، آپ سے علم دین کی تحصیل کرنے والے کئی علماہیں جن میں استاذالعلماحضرت مولانا قاضی امان اللہ خان(ڈاگئی یار حسین) نمایاں ہیں۔یہ صاحب کرامت بزرگ تھے، کہاجاتاہے جنات بھی ان سے علم دین حاصل کیا کرتے تھے ۔مولانا قاضی غلام حبیب صاحب (تاریخ پیداش:18ربیع الاول1343ھ، تاریخ وفات: 6جمادی الاولیٰ1431ھ) آپ کے بیٹے اور علمی جانشین تھے۔(حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی،21، تذکرہ علماومشائخ سرحد،2/192،204)

(13) حضرت مولانامروَت عبدالقہار صاحب کی ولادت1296ھ / 1879ء کولکی مروت کے علمی گھرانے میں ہوئی اوروفات 21شعبان1359ھ / 20ستمبر1940ء کونوشہرہ میں ہوئی۔آپ بہت بڑے عالم دین،جامع معقول ومنقول ،بہترین مدرس،مرجع علماوعوام،امام وخطیب جامع مسجدبازارنوشہرہ کلاں،اردو، عربی اور پشتوزبان کے بہترین مقرر تھے ، آپ کئی سال تک مدرسہ اسلامیہ طور قل بائے پشاور اور مدرسہ انجمن تعلیم القرآن نوشہرہ کلاں میں صدرمدرس کے عہدے پر فائض رہے۔(تذکرہ علماو مشائخ سرحد،2/65تا72)

(14) ہوتی (یا طبیب)ملاصاحب حضرت مولانا حکیم احمدنور صاحب نے استاذالعلماء مولانامحمود خان قادری صاحب اور دیگر علماسے علم دین حاصل کیا، آپ بہترین مبلغ وعالم دین، تنظیمی کاموں میں متحرک، خطیب جامع مسجد باجوڑی ، مدرس درس نظامی مدرسہ سراج الاسلام ہوتی، علمائے مردان کے قائداور شیخ طریقت تھے۔(حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی،21، تذکرہ علماومشائخ سرحد،2/280)

(15) استاذ العلما حضرت مولانا سید فضل صمدانی بنوری صاحب کی ولادت 1300ھ / 1882ء میں پشاور میں ہوئی اور وصال 6رجب 1389ھ / 18 ستمبر 1969ء کو ہوا، آپ جید عالم دین، قاری قرآن، دارالعلوم رفیع السلام بھانہ ماڑی پشاور اور ہزاروں کتب کی لائبریری کے بانی ہیں۔ آپ خوددار، متوکل، منکسر المزاج، اخلاق حمیدہ کے پیکر، حق گو اور صاحبِ عزیمت تھے۔(تذکرہ علماو مشائخ سرحد،1 /272، شخصیات سرحد،201)

(16) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی،14 ، 15۔

(17) متہ ملاصاحب، مفتی سرحد، شیخ العلماء حضرت مولانا شائستہ گل صاحب کی ولادت موضع لنڈی شاہ متہ (ضلع مردان)میں 1309ء / 1891ء کو ہوئی اور 5رمضان 1401ھ / 7جولائی 1981ء کو مردان میں وصال فرمایا۔سند حدیث علامہ عبدالعلی دہلوی سے حاصل کی، دارالعلوم حنفیہ سنیہ لنڈی شاہ متہ کی بنیادرکھی، آپ پیر عبدالوہاب آف مانکی شریف سے بیعت ہوئے، آپ نے ترجمہ قرآن سمیت گیارہ کتب تحریر فرمائیں، آپ مفتی سرحد اوراستاذ العلما تھے۔(تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار،377)

(18) شیخ المشائخ حضرت باباجی یار حسین علامہ عبدالحنان قادری صاحب مشہور عالم دین، شیخ طریقت، مدرس درس نظامی، صاحب کرامت ولی اللہ اور معمر ترین بزرگ تھے، آپ شیخ الاسلام، حضرتِ سوات سیدو بابا علامہ عبدالغفور قادری صاحب کے مرید اور خلیفہ سیدو بابا شیخ عبدالوہاب قادری مانکی شریف کے خلیفہ تھے، آپ نیکی کی دعوت سے سرشار، دنیا کی محبت سے دوراور غناو سخاوت کے پیکر تھے،ایک زمانے نے آپ سے فیض پایاانھوں نے 200سال عمرپائی، آپ کی پیدائش 1163ھ / 1759ء کو ہوئی اوروصال رمضان 1369ھ / جنوری 1950ء کوہوا، مزار شریف موضع یار حسین (ضلع صوابی) میں ہے۔(تذکرہ علماو مشائخ سرحد،2 /237 تا 239)

(19) حضرت مولانا قاضی حافظ عبدالودود صاحب، اصولی باباجی کے تیسرے فرزند ہیں، آپ عالم دین، مدرس درس نظامی، متقی و قانع اور جمعیت علمائے احناف یوسف زئی کے ناظم اعلیٰ تھے، اس زمانے میں موجود کثیر حفاظ آپ کے ہی شاگرد تھے، آپ نے مشہور بزرگ پیر عبدالعزیز شیخ گل صاحب مبارک قادری (دربار عالیہ قادری لنڈی کوتل خیبر ایجنسی) سے بیعت کا شرف پایا وصال صفر 1395ھ / مارچ

1975ء کو ہوا، تدفین سنڈاسَر قبرستان میں ہوئی۔ (مشاہیرے علمائے سرحد،436 ، حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی،20)

(20) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی،18 تا20۔

(21) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی،22 ۔

(22) قاضی سیّد فقیر شاہ صاحب بادشاہ افغانستان نادر شاہ کے مقربین میں سے تھے، قاضی سیّد عبدالرزاق آپ کے بیٹے اور قاضی سیّد سیف الرحمن پوتے ہیں، قاضی فقیر شاہ صاحب کی اولاد ابھی بھی گاؤں طورو معیار ضلع مردان میں آباد ہیں ،آپ کے خاندان کے مشہور عالم دین حضرت مولانا قاضی سید علی شاہ باچا تھے جن کا ماضی قریب میں انتقال ہو گیا ہے۔

(23) حکیم زین العابدین دہلوی صاحب نے دہلی جا کر علم طب حاصل کیا، بعد میں یہ مجذوب ہو گئے تھے، وفات گڑھی کپورہ میں ہوئی، تدفین سنڈاسر قبرستان میں ہوئی۔

(24) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی،16۔

(25) دہلی سے مشرق کی جانب ریاست رام پور (Rampur State) یا مصطفی آباد ایک نوابی خود مختار ریاست تھی۔ اس کا رقبہ 900 مربع میل تھا، یہ مرادآباد اور بریلی کے درمیان واقع تھی، اس کی بنیاد 1774ء میں روہیلا جنگجو نواب فیض اللہ خان بڑھیچ نے رکھی اور پونے دوسو سال قائم رہ کر 3 جون 1949ء نواب رضا علی خان کے دورِ نوابی میں اس کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا، اب یہ ضلع رامپور (یوپی ہند) کہلاتا ہے، رام پور شہر کی آبادی کم وبیش تین لاکھ ہے۔ یہاں کی رضا لائبریری (کتب خانہ رضا) اسلامی ثقافت و تہذیب سے متعلق کتب ہائے نوادر، قدیمی مخطوطات اور قلمی نسخوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ (عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست،32)

(26) بریلی (Bareilly): یہ بھارت کے صوبے اترپردیش میں واقع ہے، دریائے گنگا کے کنارے یہ ایک خوبصورت شہر ہے۔ دریا کی خوشگوار فضاء نے اس کے حسن میں موثر کردار ادا کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش و وفات یہیں ہوئی، اس لیے یہ شہر آپ کی نسبت سے عالمگیر شہرت رکھتا ہے۔

(27) مدرسہ عالیہ رامپور کا آغاز ریاست رامپور کے قیام (1774ء) سے ہوا، البتہ ریاست کے پانچویں نواب محمد سعید خان نے اپنے دور حکومت (1840ء تا 1855ء) میں اسے باقاعدہ ایک ادارے کی صورت دی، اس کے مصارف کے لیے دو گاؤں کی آمدن وقف کی، اس مدرسے میں بحر العلوم ملا عبد العلی فرنگی محلی، مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا عبد الحق خیر آبادی، مولانا فضل حق رامپوری، علامہ عبد العلی رامپوری اور مفتی ارشاد حسین رامپوری جیسے جلیل القدر اساتذہ درس دیتے رہے۔(ممتاز علمائے فرنگی محل، ص 71، عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست،92، نواب محمد سعید خان کے عہد کی علمی وادبی سرگرمیاں، 269 تا 277)

(28) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بریلی (یوپی ہند) میں غالباماہ شعبان المعظم 1322ھ / اکتوبر 1904ء میں دارالعلوم (مدرسہ اہل سنت وجماعت) منظر اسلام بریلی کی بنیاد رکھی، اس مدرسے کے بانی اعلیٰ حضرت، سربراہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری اور پہلے مہتمم برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان مقرر ہوئے، ہر سال اس ادارے سے فارغ التحصیل ہونے والے حفاظ قرآن، قراء، عالم اور فاضل گریجویٹ طالب علموں کی ایک بڑی تعداد ہے۔(صد سالہ منظر اسلام نمبر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ماہ مئی 2001ء، قسط 1 ص 28، 132)

(29) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 24، 25۔

(30) مولانا عبد العلی دہلوی، افضل المحدثین فی زمانہ، محشّی صحیح بخاری حضرت علامہ حافظ احمد علی سہارنپوری اور علامہ قطب الدین دہلوی کے شاگرد تھے۔

(31) مولانا محمد شفیع دہلوی صاحب کے حالات نہ مل سکے۔

(32) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 25، 29۔

(33) شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ علامہ دہر، مفتی اسلام، نعت گو شاعر، اردو، ہندی، فارسی اور عربی زبانوں پر عبور رکھنے والے عالم دین، ظاہری وباطنی حسن سے مالامال، جانشینِ اعلیٰ حضرت اور اکابرین اہل سنت سے تھے۔ بریلی شریف میں ربیع الاول 1292ھ / 1875ء میں پیدا ہوئے اور 17 جمادی الاولیٰ 1362ھ / 22 مئی 1943ء میں وصال فرمایا اور مزار شریف خانقاہِ رضویہ بریلی شریف ہند میں ہے، تصانیف میں فتاویٰ حامدیہ مشہور ہے۔(فتاویٰ حامدیہ، ص 48، 79)

(34) استاذُ العلما، حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری مظفر نگری قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت منگلور (ضلع مظفر نگر، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ ماہرِ معقولات عالم، صدر مدرس اور مجازِ طریقت تھے۔ آپ نے بحالتِ سفر آخر (غالباً28) صَفَرُ الْمُظَفَّر1363ھ کو وصال فرمایا۔(تذکرہ خلفائے اعلی حضرت، ص138)

(35) شمسُ العلماء حضرت علّامہ ظہور الحسین فاروقی مجددی رامپوری علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 1274ھ /1857ء میں ہوئی اور 12 جُمادَی الاُخریٰ 1342ھ /20 جنوری 1924ء کو رامپور (یوپی، ضلع لکھنؤ) ہند میں آپ نے وفات پائی۔ آپ علامہ عبد الحق خیر آبادی، علامہ مفتی ارشاد حسین مجددی رامپوری کے شاگرداور علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی سے بیعت وسند حدیث کی سعادت پانے والے ہیں، علومِ عقلیہ و نقلیہ میں ماہر ترین،،استاذالعلما، صدر مدرس دارُالعلوم منظراسلام بریلی شریف، مہتممِ ثانی ارشادالعلوم، بشمول مفتیِ اعظم ہند سینکڑوں علما کے استاذ اور کئی دَرسی کتب کے مُحَشِّی ہیں۔ مدرسہ عالیہ رامپور میں بیس سال تدریس فرمائی، یہاں کے اکثر مدرسین آپ کے شاگرد تھے ،اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ آپ پر کامل اعتماد فرماتے تھے ،اہم وضاحت:بعض کتابوں میں آپ کا نام ظہورالحسن فاروقی رامپوری لکھا گیاہے جو کہ درست نہیں، علامہ ظہورالحسن رامپوری ایک اور عالم دین تھے جن کے آباواجداد کا تعلق بخارا پھر رامپور سے تھا اور یہ فاروقی نہیں تھے۔(تذکرہ کاملان رامپور،184تا188، ممتاز علمائے فرنگی محل، ص417تا419)

(36) اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت10 شوال 1272ھ /6جون 1856ء کو بریلی شریف(یو۔پی) ہند میں ہوئی، یہیں 25 صفر 1340ھ /28اکتوبر1921ء کو وصال فرمایا۔ مزارجائے پیدائش میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ حافظ قرآن، پچاس سے زیادہ جدید وقدیم علوم کے ماہر، فقیہ اسلام، محدث وقت، مصلح امت، نعت گوشاعر، سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخ طریقت، تقریبا ایک ہزارکتب کے مصنف، مرجع علمائے عرب وعجم، استاذالفقہاومحدثین، شیخ الاسلام والمسلمین مجتہدفی المسائل اور چودھویں صدی کی مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، فتاویٰ رضویہ (33جلدیں)، جد الممتار علی ردالمحتار(7 جلدیں، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) اور حدائق بخشش

آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 /58، 3 /295، مکتبۃ المدینہ، تاریخِ مشائخِ قادریہ رضویہ برکاتیہ، 282، 301)

(37) حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ۷۲، ۱۱۸، ۱۱۹۔

(38) صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب کی پیدائش 1358ھ مطابق 1939ء کو بنارس (یوپی، ہند) میں ہوئی، آپ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ہدایت رسول قادری لکھنوی صاحب کے پوتے ہیں، ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کرکے 1365ھ مطابق 1946ء میں مدرسہ حمیدیہ بنارس میں داخلہ لیا، ایک سال بعد والدین کے ساتھ راجشاہی بنگلادیش ہجرت کرگئے، وہاں ایم اے معاشیات کیا 1384ھ مطابق 1964ء میں کراچی منتقل ہوگئے، درس نظامی کی بعض کتب اور بخاری شریف کے ابتدائی اسباق استاذالعلماء علامہ نصراللہ خان افغانی صاحب سے پڑھے، روزگار کے لیے ملازمت اختیار کی، آپ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے بانی اراکین سے ہیں، 1986ء میں رکن مجلس عاملہ منتخب ہوئے، اگلے سال نائب صدر اور 1992ء میں صدر بنائے گئے، آپ مفتی اعظم ہند کے مرید اور مفتی تقدس علی خان صاحب کے خلیفہ تھے، مفتی صاحب نے آپ کو 10 صفر 1408ھ مطابق 28 فروری 1988ء کو خلافت عطا فرمائی، 30 جمادی الاولیٰ 1441ھ مطابق 27 جنوری 2020ء کو کراچی میں فوت ہوئے، نماز جنازہ مرکز دعوت اسلامی ڈیفنس جامع مسجد فیضان جیلان کلفٹن کے باہر علامہ سید شاہ عبد الحق قادری (امیر جماعت اہلسنّت کراچی) نے پڑھائی۔ تدفین نیو قبرستان، فیز8 ڈیفنس میں کی گئی۔(ماہنامہ معارف رضا 2020ء، وجاہت رسول نمبر، ص 8،7)۔

(39) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، صد سالہ منظر اسلام نمبر 1 /29، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، 72۔

(40) مرکزی جامع مسجد بی بی جی صاحبہ، بریلی شریف کے محلہ بہاری پور کے بزریہ (یعنی چھوٹے بازار) میں واقع ہے، اسے حافظ الملک حافظ رحمت خاں شہید کی ہمشیرہ نے تعمیر کروایا تھا، اس میں دارالعلوم منظر اسلام کے سالانہ جلسے ہوتے تھے، 1356ھ /1937ء میں مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفی رضا خان قادری کی

سرپرستی میں دارالعلوم مظہر اسلام قائم ہوا، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی صاحب اس کے منتظم اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے، اس دارالعلوم کی مستقل عمارت نہیں تھی، مسجد کے حجروں اور صحن میں پڑھائی کا سلسلہ ہوتا تھا۔ (حیات محدث اعظم، 45)

(41) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، صد سالہ منظر اسلام نمبر 1 / 241 ۔

(42) فقیہ دوراں، حضرتِ علّامہ مولانا قاضی ابوالمظفّر غلام جان ہزاروی فاضل دارالعلوم مظہرِ اسلام بریلی شریف، بہترین مدرس، مفتیِ اسلام اور صاحبِ تصنیف ہیں۔ آپ کی ولادت 1316ھ اوگرہ مانسہرہ، پاکستان میں ہوئی اور وصال 25 محرمُ الحرام 1379ھ کو فرمایا، آپ لاہور میں غازی عِلم دین شہید کے مزار کے جنوبی جانب محوِ استراحت ہیں۔ **"فتاویٰ غلامیہ"** آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ (حیات فقیہ زماں، تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت، ص299 تا300)

(43) مفتیِ اعظم پاکستان، سیّدُ المحدّثین حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رضوی اشرفی استاذُ العُلَماء، شیخ الحدیث، مناظرِ اسلام، بانی وامیر مرکزی دارُ العلوم حِزبُ الاحناف اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1319 ہجری کو محلہ نواب پور اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور مرکز الاولیا لاہور میں 20 شوّال 1398 ہجری میں وِصال فرمایا، مزار مبارک دارُ العلوم حِزب الاحناف داتا دربار مارکیٹ لاہور میں ہے۔ (تاریخِ مشائخِ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص314-318)

(44) شیر بیشۂ سنّت، مولانا ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی 1319ھ کو لکھنو (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظُ القراٰن، فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مناظرِ اہلِ سنّت، مفتیِ اسلام، مصنف، مدرس، شاعر، شیخِ طریقت اور بہترین واعظ تھے۔ چالیس تصانیف میں "الصوارم الہندیہ" اور "فتاویٰ شیر بیشہ سنّت" زیادہ مشہور ہیں۔ وصال 8 محرّمُ الحرام 1380ھ میں فرمایا، مزار مبارک بھورے خاں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص304 تا316)

(45) خلیفہ اعلیٰ حضرت، بدرِ مُنیر حضرت مولانا منیر الدین بنگالی رضوی، عالم دین، مَجازِ طریقت اور صاحبِ کَرامت بُزُرگ تھے۔ آپ متحدہ بنگال ہند کے رہنے والے تھے۔ حصولِ علمِ دین کے بعد 11 سال بریلی شریف میں رہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 555)

(46) مولانا اکبر حسن خاں رامپوری زمانہ طالب علمی میں تمام علوم دینیہ بالخصوص منطق میں بہت ماہر تھے، دارالعلوم منظر اسلام کے درجہ ششم کے استاذ صاحب مستعفی ہوئے تو آپ کے استاذ علامہ ظہورالحسین رامپوری نے آپ کو شرح جامی اور پھر کنزالدائق کی تدریس سپرد کی۔(حیات فقیہ زماں،29)

(47) حضرت مولانا افضل بخاری تا حضرت مولانا محمد احمد بنگالی تک 14 طلبہ علم دین کے حالات معلوم نہ ہوسکے۔

(48) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، صدسالہ منظر اسلام نمبر 1/ 256،244۔

(49) فخر العلما حضرت علامہ فضل حق رامپوری کی ولادت 1278ھ / 1861ء کو محلہ پنجابیاں رامپور (یوپی ہند) میں حافظ عبدالحق رامپوری کے گھر ہوئی اور وصال 28 ذوالقعدہ 1359ھ / 7 جنوری 1940ء کو ہوا، محلہ مردان خان رامپور کے قبرستان میں مدرسہ مطلع العلوم کے نزدیک دفن ہوئے۔ آپ حافظ قرآن، استاذالکل علامہ لطف اللہ علی گڑھی، علامہ ہدایت علی بریلوی اور علامہ عبدالحق خیر آبادی کے شاگرد، پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مرید، بہترین مدرس، کثیر الفیض عالم دین، خوش اخلاق شخصیت کے مالک اور صوفی باصفا تھے، مدرسہ طالبیہ بریلی، مدرسہ عالیہ کلکتہ، مدرسہ سلیمانیہ بھوپال اور مدرسہ عالیہ رامپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے، مدرسہ عالیہ رامپور میں اول مدرس اور صدرالمدرسین کے عہدے پر فائض ہوئے، ہندو پاک کے علاوہ افغانستان، ایران، اور خراسان تک طلبہ شاگرد ہیں، مثلا امام المناطقہ مولانا دین محمد بدھوی، شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا غلام جیلانی ہزاروی، مولانا مفتی عطاء محمد ضلع چکوال، مولانا صدیق قندھاروی، مولانا سیف اللہ ہراتی اور مولانا عبدالکریم لکھنوی وغیرہ۔(تذکرہ کاملان رام پور،198،317، ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ،432)

(50) حضرت علامہ احمد امین خان بن معین الدین پشاوری، علامہ فضل حق رامپوری کے شاگرد اور مدرس دوئم مدرسہ عالیہ رامپور تھے۔(تذکرہ کاملان رام پور،318)

(51) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی،26 ،27۔

(52) دان پور ہند کا ایک قصبہ ہے جو تحصیل دیبائی (ضلع بلند شہر، یوپی، ہند) میں واقع ہے یہ دیبائی سے ساڑھے آٹھ کلو میٹر واقع ہے، دان پور میں مسجد جامعہ وزیر العلوم کے نام سے ایک عمارت موجود ہے ممکن ہے اس مقام پر مولانا محمد عبدالواحد صاحب نے پڑھایا ہو۔

(53) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،40۔

(54) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،42۔

(55) فقیہ العصر حضرت مولانا قاری عبد اللطیف ظہیر صاحب جید عالم دین، بہترین قاری اور مدرس درس نظامی تھے، آپ نے پاکستان اور دیگر کئی ممالک بالخصوص یو اے ای میں خدمات دین سر انجام دیں، یو اے ای میں ان کی خدمات کا دائرہ کافی وسیع رہا، ابھی بھی لوگ انہیں یاد کرتے ہیں، آپ نے 9 جمادی الاولیٰ 1415ھ / 14 اکتوبر 1994ء میں وصال فرمایا، تدفین سنڈاسر قبرستان میں ہوئی، حضرت مولانا قاری عبد الہادی ظہیر صاحب (مہتمم جامعہ عالیہ ظہیریہ ضیاء العلوم گڑھی کپورہ)، مبلغ اسلام مولانا حافظ نورالہادی حلیم مرحوم (وفات: 1428ھ مطابق 2007،سابق عالمی مبلغ انٹرنیشنل اسلامک مشن)، مولانا قاری عبد الباسط زبیر (اسکول ٹیچر) اور حضرت مولانا ڈاکٹر قاضی عبد الناصر لطیف صاحب (مہتمم مدرسہ اسلامیہ ضیاء العلوم حاجی آباد ڈھیر و بابا گڑھی اسماعیل زئی گڑھی کپورہ ضلع مردان) آپ کے قابل فخر فرزند ہیں۔

(56) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 41۔

(57) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،42،43۔

(58) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،42،43۔

(59) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،44۔

(60) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،43۔

(61) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،43۔

(62) ان کے حالات نہ مل سکے۔

(63) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،44،45۔

(64) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی،49 تا 60۔

(65) حضرت مولانا عبد الرب شہباز گڑھی مشہور عالم دین اور سابق مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی، صاحب حق حضرت مولانا عبد المنان شہباز گڑھی کے شاگرد ہیں۔ (تعارف علماء اہل سنت ص 210)

(66) حضرت مولانا عبد الرب شہباز گڑھی اور مولانا قاری عبد اللطیف ظہیر صاحب کے علاوہ دیگر مدرسین کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

(67) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 60، 61۔

(68) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 48۔

(69) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 60۔

(70) ان کا مختصر ذکر حاشیہ 54 میں ہے۔

(71) حضرت مولانا قاضی گل بادشاہ خان، اپنے گاؤں سواڑیاں (جو مردان سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے) کے بڑے اور مشہور عالم تھے۔

(72) پشتو کے مشہور نعت گو شاعر مولانا عبد اللہ استاد نوشہروی علامہ عبد الواحد صاحب اور صاحب علامہ عبد المنان شہباز گڑھی کے شاگرد تھے، ان کا نعتیہ کلام مرتب اور شائع شدہ ہے، ان کی لکھی گئی نعتیں پشتو زبان میں مشہور ہیں۔ ان کا مزار نوشہرہ شہر میں ہے۔ آپ عبد اللہ بابا نوھار کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ ان کا وصال تقریبا 1421ھ مطابق 2000ء میں ہوا تھا۔

(73) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 62، کچھ معلومات مولانا علی عسکر صاحب اور مولانا عبد الہادی ظہیر صاحب سے ملیں۔

(74) حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبد الواحد الرضوی، 63۔

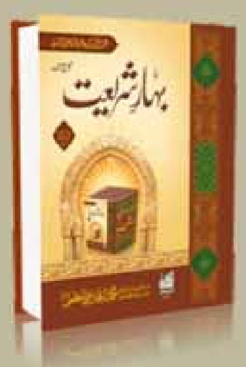
(75) حضرت مولانا قاری عبد الہادی ظہیر صاحب کی ولادت 1382ھ مطابق 1963ء کو گڑھی کپورہ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد جامعہ قادریہ مردان میں داخلہ لیا، یہاں سے 1400ھ مطابق 1980ء میں فارغ التحصیل ہوئے، پھر ڈی کام کرنے کے بعد اپنے والد مولانا قاری عبد اللطیف ظہیر صاحب کے پاس دبئی چلے گئے اور وہاں دس سال تک تدریس سے منسلک رہے، 1416ھ مطابق 1996ء میں واپس آکر والد صاحب کے قائم کردہ ادارے جامعہ عالیہ ظہیریہ ضیاء العلوم گڑھی کپورہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہوئے، اس مدرسے میں درس نظامی کے ساتھ حفظ و تجوید کے شعبے بھی قائم ہیں۔ راقم ان کا شکر گزار ہے اس مضمون میں کافی رہنمائی فرمائی۔

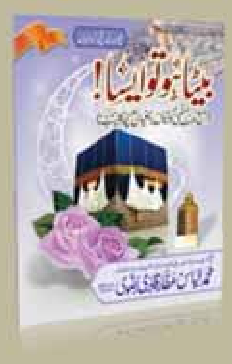
(76) حضرت مولانا ڈاکٹر قاضی عبدالناصر لطیف صاحب کی ولادت 14ربیع الاول 1396ھ مطابق 15مارچ 1976ء کو گڑھی کپورہ میں ہوئی، انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کر کے جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں داخلہ لیا اور 1420 ھ مطابق 2000ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ 1426 ھ مطابق 2005ء میں اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے اصول الدین میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی، 1435ھ مطابق 2014ء میں اصول الدین میں ہی ڈاکٹریٹ میں کامیاب ہوئے ،یہ گڑھی کپورہ اوراس کے گردونواح میں پانچ مدارس دارالعلوم اسلامیہ ضیاءالعلوم ،جامعہ ام الحسنین للبنات ،مدرسۃ الحسنین ضیاء العلوم ،مدرسۃ امہات المؤمنین ضیاء البنات ،مدرسہ سیدہ آمنہ ضیاء البنات کے ذریعے دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں ،آپ تنظیم المدارس اہل سنّت پاکستان کے صوبائی صدر (خیبر پختون خواہ) بھی ہیں ۔راقم الحروف ان کا شکر گزار ہے ،انھوں نے اس مضمون کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور مفید مشوروں سے نوازا، نیز ان کی کتاب ”حیات خلیفہ اعلی حضرت مولوی عبدالواحد الرضوی“کی مدد سے ہی یہ مضمون تیار ہوا ہے۔

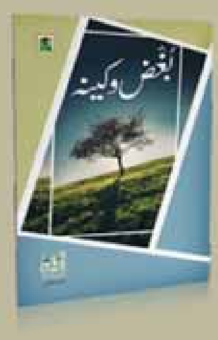
سُنت کی بہاریں

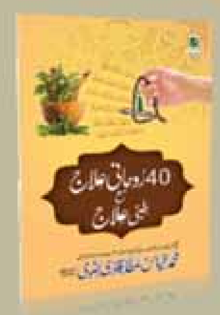
اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مدَنی التجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مدَنی قافلوں** میں بہ نیت ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گُناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مدَنی قافِلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ









فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net